خصوصی اشاعت ۱۰۲ سالہ عرس رضوی
سلطنت عثمانیہ
کے تحفظ میں
مولانا احمد رضا خاں علیہ رحمۃ اللہ کا کردار
مصنف
پروفیسر ڈاکٹر دلاور خاں
اہتمام
رُشد الایمان فاؤنڈیشن سمندری (پاکستان)
GEORGIA
ARMENIA
Van
Antalya
TAURUS MOUNTAINS
Adana
EECE
Gulf of Antalya
Gulf of Alexandretta
IRAQ
Voronezh
Saratov
UKRAINE
Kharkiv
Budapest
ROMANIA
Odesa
Rostov
Sea of Azov
Belgrade
Bucharest
SER.& MONT.
Sofia
BULGARIA
Skopje
Black Sea
GEORGIA
Tbilisi

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بسلسلہ عرس رضوی ۱۴۴۲ ہجری

تحقیق

پروفیسر ڈاکٹر دلاور خان

ترتیب و اہتمام

محمد شرافت علی قادری رضوی

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا سمندری

0344-8672550

پیش کش:۔ محمد احمد ترازی

نام کتاب	...... سلطنت عثمانیہ کے تحفظ میں مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا کردار
تحقیق	...... پروفیسر ڈاکٹر دلاور خان
زیر سرپرستی	تصویر نائب محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ پیر ابو الحسن محمد غوث رضوی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ سمندری شریف
اہتمام	محمد شرافت علی قادری رضوی
تعاون	...... صاحبزادہ ریاست رسول قادری (آف کراچی) حاجی عبد الرزاق تابانی (آف کراچی) مفتی محمد یوسف کمال قادری (آف کراچی)
اشاعت اوّل	...... اکتوبر ۲۰۲۰ء
صفحات	......
تعداد	 1100
ناشر	...... ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا سمندری
ڈیزائننگ	سبحان کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز فیصل آباد

ملنے کے پتے

جامعہ حنفیہ ۴۳۷ گ۔ب کرول سمندری (پاکستان)

0344-8672550

پیش کش:۔ محمد احمد ترازی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

ABSTRACT:

The role of Moulana Ahmad Raza Khan:In the protection of the Ottoman Epire

The Turkish sultans were Sunni by faith. They were not caliphs according to sharee'ah, although they were called caliphs by nicknames. But there was no doubt that they were sultans according to sharee'ah.it was necessary from the Shariah point of view to support and help them every Muslim as much as possible. That is why Maulana Ahmad Raza Khan Qadri had devotion and love for them. When the political crisis broke out in Turkey, he became restless and did not miss any strategy that could help and support them. He issued fatwas in support of and protection of the Turkish Sultanate, the people and the holy places. He said that the goodwill of the Ottoman Empire was the duty of every Muslim. And it is not necessary to be a Qurashi to help the Ottoman sultans in times of need. In Shariah matters, it is necessary to express one's obedience. When necessary, one's life, wealth, deeds and prayers should be used for the people of Turkey. When Anwar Bay conspired with the Sultan, he did not value him. To support the Turkish sultans and to protect the holy places, He founded the political organization "Jamaat Ansar-ul-Islam" which played an

important role. Resolutions in favor of protection of them were passed. Services were offered to play the role of mediator in resolving the Turkish-Arab conflict. The Islamic thinker helped the Muslims of Turkey out of his own pocket and encouraged every Muslim to help the Turks with one month's salary. Similarly, he also issued a fatwa to provide financial support to the Turkish Mujahideen for the sake of reward. This sincere and unconditional support and assistance of the Turks is tantamount to enmity with Britain, yet there is no compromise on the support of the Ottoman Empire, no matter what the cost. He was convinced to help the Ottoman Empire according to Sharia.If anyone helped the Turks in ways that were not beneficial to them and were not in accordance with the Shari'ah, he never hesitated to correct them scientifically. The fatwa attributed by Maulana Zahidul Rashidi to His Highness is a lie. It is not mentioned in the book "Shahra-e-Pakistan". The selfless service ,he rendered to the Ottoman Empire will always be remembered in history.

ترک قوم

خراسانی الانسل ترک قبیلہ "ترکان غز" سلیمان خان کی قیادت میں "آرمینا" میں آباد ہوا۔ سلجوقی سلطنت کے حکمران علاء الدین کیقباد کے پایہ تخت "قونیہ" پر چنگیز خاں نے 621 ہجری میں اس پر حملہ کر دیا۔ سلیمان خان نے اپنے جانباز بیٹے "ارطغرل" کی سپہ سالاری میں چار سو چوالیس جنگجوؤں کو مدد کے لیے روانہ کیا ارطغرل نے تاتاریوں کو عبرت ناک شکست دی۔ اس عظیم کامیابی پر مسرت کا اظہار کرت ہوئے سلجوقی سلطان نے ارطغرل کو انتہائی زرخیز علاقہ "سوغوت" جاگیر میں دیا۔ علاء الدین کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین کیخر و 634 ہجری میں تخت نشین ہوا۔ 687 ہجری میں ارطغرل کے گھر بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عثمان خان رکھا گیا۔ غیاث الدین نے اپنی بیٹی کی شادی عثمان خان سے کر دی۔ تاتاریوں کے حملے سے جب غیاث الدین مقتول ہو گیا تو عثمان خان 1299 ہجری میں قونیہ کا حکمران بن گیا یہیں سے سلطنت عثمانیہ کا آغاز ہوا۔ اسرئیل بن سلجوقی کی اولاد نے جو سلطنت 470 ہجری میں قائم ہوئی تھی ہمیشہ کے لیے اس کا چراغ گل ہو گیا۔

خلافت راشدہ، سلطنت امویہ، سلطنت عباسیہ کے بعد سلطنت عثمانیہ اسلام کی چوتھی سلطنت تھی جو تین براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی اور جنوب مشرقی یورپ، مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کا بیشتر حصہ اس کے زیر نگیں تھا۔ اس عظیم سلطنت کی سرحدیں مغرب میں آبنائے جبر الٹر، مشرق میں بحیرہ قزوین اور خلیج فارس اور شمال میں اسٹریا کی سرحدیں، سلواکیہ اور کریمیا (موجودہ یوکرین) سے جنوب میں سوڈان، سومالیہ اور یمن تک پھیلی ہوئی تھیں مالدوٹرانسلوانیا اور ولاچیا کے باجگوار علاقوں کے علاوہ اس کے 29 صوبے تھے۔

ستمبر 1911ء میں اٹلی نے استعماریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سلطنت عثمانیہ کے علاقے طرابلس پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں ظلم وستم ڈھانے سے کسی بھی قسم سے گریز نہیں کیا۔ اس موقعہ پر جب عثمانی فوجوں نے اٹلی کی جنگ جوئی کو روکنے کے لئے مصر سے گزرنا چاہا تو برطانوی حکومت نے عثمانی فوجوں کو گزرنے سے روک دیا۔ نتیجتاً اٹلی کی جارحیت کامیاب ہوئی اور طرابلس پر اٹلی کا قبضہ ہوگیا۔ 1912ء میں بلقانی ریاستوں نے دیگر طاقتوں اور برطانیہ کی شہ پر ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ بلقانی فوجیں یورپی قسطنطنیہ کے قریب پہنچ گئیں اور انہوں نے ترکی کے بہت سے علاقون پر قبضہ کرلیا۔ اس جنگ پر برطانیہ نے شروع میں غیر جانب داری کا ڈھونگ رچایا لیکن حقیقت میں وہ بلقانی ریاستوں کے ساتھ تھا۔

برطانوی استعماروں اور صہیونیوں نے اسرائیلی ریاست کے قیام، یہودیوں کی آباد کاری اور مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لیے ایک عالمی منصوبہ بنایا اس مقصد کے لئے صہیونیوں کے وفد سلطان عبدالحمید کے پاس ایک دو نہیں بلکہ مختلف بہانوں سے مختلف اوقات میں تین بار آیا اور فلسطین میں آباد ہونے، تعلیمی ادارے کھولنے اور آخری ملاقات میں دوگنی چوگنی قیمت فلسطین کی اراضی خریدنے یا سارا ملکی قرضہ اتارنے کے لیے بڑی رقم کی پیش کش کی لیکن سلطان عبدالحمید نے اسلامی غیرت حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور دور اندیشی کے سبب ان کے یہودی آباد کاری جیسے مکروہ عالمی صیہونی عزائم سے واقف تھے۔ اس لیے انہوں نے اجازت نہیں دی اور ان کے زمانے تک یہودی ایجنڈے کی تکمیل نہیں ہوسکی۔ جس کے بعد ہی سے ان کی سلطنت کے خلاف سیاسی تحریک کی آبیاری کی جانے لگی اور عوام کا سلطنت کے خلاف اکسانے کی شازشیں کی جانے لگیں اور صہیونیوں نے مختلف عرب گروپوں کو عصبیت پر ابھارا۔

سلطنت عثمانیہ کے تحفظ میں مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

مولانا زاہد الراشدی لکھتے ہیں کہ خلافت عثمانیہ سے باغی کرنا اس وقت برطانوی ایجنڈے کی سب سے اہم شق کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس مقصد کے لیے دو گروپوں کو قابو کرنا ضروری سمجھا گیا۔ ایک آل سعود تھے جو صدیوں سے نجد کے علاقے کے حکمران تھے اور انہوں نے کسی دور میں بھی خلافت عثمانیہ کا حصہ بننا قبول نہیں کیا تھا بلکہ وہ مسلسل خلافت کے خلاف میدان جنگ میں محاذ آراء رہے۔ جب کہ دوسرا مکہ مکرمہ کا حکمران خاندان تھا جس کے سربراہ حسین بن علی خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے والی تھے اور شریف مکہ کہلاتے تھے۔ برطانوی حکمرانوں نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں کیا اور دونوں کے ساتھ 1918ء برطانوی نمائندوں کے باقاعدہ معاہدے ہوئے۔

آل سعود سے یہ کہا گیا کہ برطانیہ ان کی حکومت و اقتدار کا تحفظ کرے گا اور اس بات کی ضمانت دے گا کہ اس علاقے کی حکومت آل سعود کے خاندان میں ہی رہے گی۔ جب کہ شریف مکہ حسین بن علی کو یہ لالچ دیا گیا کہ اگر وہ ترکوں کی خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کر کے ترک فوج کو حجاز مقدس سے نکال دے تو اسے امیر المومنین کی حیثیت سے تسلیم کر لیا جائے گا اور عرب کی بادشاہت اسے سونپ دی جائے گی۔ چنانچہ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ میں دونوں گروپوں نے اپنا کردار ادا کیا۔ جب عرب دنیا خلافت عثمانیہ کے دائرہ سے نکل گئی تو ان دونوں گروپوں میں آل سعود کو زیادہ با اعتماد سمجھتے ہوئے انہیں نجد اور دیگر علاقوں کے ساتھ حجاز مقدس کا علاقہ بھی دے دیا گیا جس کے نتیجہ میں سعود مملکت قائم ہوئی۔ جب کہ شریف مکہ حسین بن علی کے ایک بیٹے کو اردن کا علاقہ سپرد کر کے اس کو بادشاہ بنا دیا گیا اور خود شریف مکہ عرب دنیا کی بادشاہت کی حسرت دل میں لیے دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اس سلسلے میں ایک دلچسپ تاریخی حقیقت یہ بھی ہے کہ ان تین فریقوں یعنی خلافت

عثمانیہ، شریف مکہ حسین بن علی اور آل سعود کو برصغیر پاک وہند کے تین مذہبی مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کی الگ الگ حمایت حاصل تھی۔

خلافت عثمانیہ کے تحفظ کے لیے علمائے دیوبند میدان میں اترے اور برصغیر کی تحریک خلافت میں سب سے زیادہ سے نمایاں کردار ان کا ہے۔ دوسری طرف بریلوی مکتبہ فکر کے سربراہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ صرف یہ کہ خلافت عثمانیہ کے خلاف شریف مکہ کے فتویٰ پر دستخط کیے بلکہ برصغیر میں بھی تحریک خلافت کی مخالفت کی۔ اس حوالے سے ایک اور دلچسپ حقیقت یہ بھی ہے کہ ترکوں کی خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کے لیے بعض علماء کی طرف سے یہ دلیل دی گئی کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ الائمۃ من قریش کہ خلفا قریش میں سے ہوں گے اور چوں کہ ترکی خلفاء قریشی نہیں ہیں اس لیے ان کی خلافت جائز نہیں ہے جب کہ شریف مکہ حسین بن علی کا تعلق بنوہاشم سے ہے اور وہ سید ہیں اس لئے انہیں منتخب کرنا ضروری ہے۔

جب کہ اہل حدیث علماء نے آل سعود کی حمایت ضروری سمجھی کیوں کہ آل سعود نے نجد کے مصلح عالم اور داعی الشیخ محمد بن عبدالوہاب کی حمایت حاصل کرلی تھی۔(1)

مولانا زاہد الراشدی اپنے قارئین کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے سلطنت عثمانیہ کی حمایت کی اور شریف مکہ کی مخالفت کی جب کہ مولانا احمد رضا خاں نے سلطنت عثمانیہ کی مخالفت کی اور شریف مکہ کی حمایت کی۔ ہم ذیل میں مولانا موصوف کے ان مفروضات کا تحقیقی انداز میں جائزہ لیں گے۔

پہلا مفروضہ:

"مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلافت عثمانیہ کے خلاف شریف مکہ کے فتویٰ پر دستخط کیے" تحقیقی اخلاص کا تقاضا یہ تھا کہ مولانا زاہد الراشدی

اپنے اس مفروضے کی صداقت میں بنیادی ذرائع یعنی مولانا احمد رضا خاں ماتریدی حنفی قادری کے ہزاروں فتوؤں اور رسائل میں سے کسی ایک کا حوالہ درج دیتے تو ان کا دعویٰ مستند اور مدلل ہو جاتا۔ مگر انہوں نے اس تحقیقی اصول سے راہ فرار اختیار کی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موصوف کو رضویات میں حوالے کی تلاش میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں وہ حوالہ درج کرنے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں۔ اس پر صبر نہ کرتے ہوئے انہوں نے ایک اور راہ تلاش کی جس سے ان کے سازشی جذبے کی تسکین کا سامان مہیا ہو سکے اس کی خاطر انہوں نے اپنی تحریر میں کسی حوالے کے بغیر یہ خود ساختہ دعویٰ اپنے کالم میں درج کر دیا گویا شریف مکہ نے براہ راست راشدی صاحب سے بطور ڈاکیا خدمات حاصل کیں وہ تصدیقی دستخط کے لئے بارگاہ رضا میں حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت سے تائیدی دستخط لینے کے بعد اسے شریف مکہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ کیوں کہ وہ اس تصدیقی فتوی کے عینی شاہد ہیں اس لیے کسی دوسرے کے حوالے کی ضرورت نہیں لیکن اس غیر یقینی صورت حال پر لوگ قیامت کی نظر رکھتے ہیں، ہوا یوں کہ محمد مسکین عباسی صاحب نے مولانا زاہد الراشدی کی علمی ثقاہت و فقاہت پر عدم اعتماد کرتے ہوئے ان سے اس دعویٰ کا حوالہ طلب ہی کر لیا تو اپنی براہ راست شہادت کی نفی کرتے ہوئے اندھیرے میں تیر چلایا اور بڑے وثوق سے یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ یہ بات چوہدری خلیق الزماں نے اپنی کتاب ''شاہراہ پاکستان'' میں کہی ہے۔ صفحہ نمبر ندارد جس سے حوالہ خود محل نظر بن کر رہ گیا۔ ہمیں بھرپور یقین تھا کہ مولانا کسی حالت میں سلطنت عثمانیہ کے خلاف شریف مکہ کی تائید میں فتویٰ نہیں دے سکتے کیوں کہ آپ نے تادمِ مرگ سلطنت عثمانیہ کی حمایت اور مدد جاری رکھی اس تناظر میں ''شاہراہ پاکستان'' کا مطالعہ بڑی گیرائی اور گہرائی سے کیا اور احباب سے بھی مطالعہ کرایا اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ اس میں مولانا احمد رضا خاں کا تصدیقی فتویٰ صفحہ

اول سے آخر تک میں موجود ہی نہیں۔ اس سے بڑھ حیرت کا مقام تھا کہ مولانا زاہدالراشدی ایک مکتبہ فکر کے جید عالم ہیں ان کے مکتبہ فکر کے افراد ان پر اعتماد کرتے ہیں، موصوف کی کذب بیانی نہ جانے کتنے لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوگی۔ ان سب کا گناہ مولانا زاہدالراشدی پر ہوگا۔ اتنے بڑے عالم سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی کہ وہ بغض رضا میں تمام شرعی حدود پار کرجائیں۔

دوسرا مفروضہ:

مولانا احمد رضا خاں نے تحریک خلافت کی مخالفت کی" یہ بات ذہن نشین رہے کہ تحریک خلافت اور سلطنت عثمانیہ دو علیحدہ علیحدہ حقیقتیں ہیں۔ تحریک خلافت کے طریقہ کار سے اختلاف سلطنت عثمانیہ کی مخالفت ہرگز ہرگز نہیں۔ جب کہ مولانا زاہدالراشدی اسی منطقی مغالطے کا شکار ہیں۔ ان کے نزدیک تحریک خلافت کے طریقہ کار سے اختلاف گویا سلطنت عثمانیہ کی مخالفت ہے۔ اس حد فاصل کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:

> "سیاسی اعتبار سے جہاں تک سلطنت عثمانیہ، مقامات مقدسہ اور سلطان المسلمین کی حاکمیت تسلیم کیے جانے کا تعلق ہے، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی دوسرے مسلمان لیڈروں سے قطعی متفق تھے، انہیں تو صرف ان کے طرز عمل سے اختلاف تھا۔ جو گاندھی جی کے زیر اثر اور زیر قیادت اختیار کیا گیا تھا۔(2)

تحریک خلافت کے طرز عمل ایک جھلک حضرت فاضل بریلوی کی زبانی ملاحظہ ہو:

اب دیکھو تمہارے ہاتھ میں قرآن ہے کیا خالی ہوا وافئدتھم ھواء آیہء کریمہ لاینھکم نے کچھ نیک برتاؤ و مالی موالات ہی کی رخصت دی یا یہ فرمایا کہ (1) انہیں اپنا انصار بناؤ، (2) ان کے گہرے یار غار ہوجاؤ (3) ان طاغوت کو اپنے دین کا امام

ٹھہراؤ،(4) ان کی جے جے پکارو،(5) ان کی حمد کے نعرے مارو،(6) انہیں مساجد مسلمین میں بادب پہنچاؤ،(7) اور مسند مصطفیٰ ﷺ پر لے جا کر بٹھاؤ،(8) مسلمانوں سے اونچا اٹھاؤ،(9) واعظ و ہادی مسلمین بناؤ(10) ان کا مردار جیفہ اٹھاؤ،(11) کندھے پر مٹی،(12) زبان پر جے،(13) یوں مرگھٹ میں پہنچاؤ،(14) مساجد کو ان کا ماتم گاہ بناؤ(15) ان کے لیے دعائے مغفرت کرو،(16) نماز جنازہ کا اعلان کراؤ،(17) ان کی موت پر بازار بند کراؤ،(18) سوگ مناؤ، (19) ان سے اپنے ماتھے پر قشقے لگواؤ،(20) ان کی خوشی کے لیے شعار اسلام بند کراؤ،(21) گائے کا گوشت کھانا گناہ ٹھہراؤ(22) اور کھانے والوں کو کمینہ بتاؤ، (23) اسے مثل سور گناؤ،(24) خدا کی قسم کی جگہ رام دھائی گاؤ،(25) واحد قہار کے اسماء میں الحاد رچاؤ،(26) اسے معاذ اللہ رام یعنی ہر چیز میں رما ہوا، ہر شے میں حلول کیا ہوا، ٹھہراؤ،(27) قرآن مجید کو رمائن کے ساتھ رکھ کر ایک ٹولہ میں مندر میں لے جاؤ(28) دونوں کی پوجا کراؤ،(29) اس کے سرغنہ کو کہو خدانے انکو تمہارے پاس "مذکر" بنا کر بھیجا ہے،(30) نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے،(31) گاندھی جی کا امام و پیشوا و بجائے مہدی موعود کہا،(32) اس کی مدح میں یہاں تک اونچے اڑے کہ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست!(33) صاف کہہ دیا کہ آج اگر تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لیا،(34) صاف کہہ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو و مسلم کا امتیاز اٹھاوے گا،(35) صاف کہہ دیا کہ ایسا مذہب چاہتے ہیں جو سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا،(36) صاف کہہ دیا کہ ہم نے "قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کر دی" کیا آیہ کریمہ لاینھٰکم میں ان ملعونات و کفریات کی اجازت تھی۔(3)

سلطنت عثمانیہ اور مقامات مقدسہ کے نام پر تحریک خلافت نے مذکورہ طرز عمل

اختیار کیا۔ ان میں سے کون سا ایک بھی نکتہ جو سلطنت عثمانیہ اور مقامات مقدسہ کے تحفظ میں سنگیل میل ثابت ہو۔ یہ وجہ ہے کہ مفکر اسلام احمد رضا ماتریدی حنفی قادری نے اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے ان امور کے اجتناب سے متنبہ کیا اور اور خلوص نیت کے ساتھ اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا۔ راشدی صاحب! سینے پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ فاضل بریلوی کا ان امور تحریک خلافت سے اختلاف کرنا، متنبہ کرنا اور اصلاح کرنا سلطنت عثمانیہ اور مقامات مقدسہ کی کسی طرح مخالفت کا باعث بنتا ہے؟

آپ پر الزام لگایا کہ:

(1) آپ حمایت سلطنت اسلامیہ کے خلاف ہیں:

جواب الزام نمبر 1: سلطنت اسلامیہ اگرچہ بدعمل و بدمذہب ہو بہ شرط یہ کہ اس کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جب کفار سے اس کی جنگ ہوگی، مسلمانوں پر حسب استطاعت اس کی امداد فرض ہے، استطاعت سے زیادہ نہیں۔(4)

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی رقم طراز ہیں:

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ دین اسلامی کا حامی اور شریعت کا پاسدار (حضرت احمد رضا) تو سلطنت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کا مخالف سمجھا جائے اور وہ وہابیہ جن کے نزدیک بقیہ دنیا مشرک ہے اور قبے بنانا ناجائز اور ڈھانا جائز ٹھہرا وہ اس کے حامی و مددگار سمجھے جارہے ہیں۔ گرگ اور گلہ کی چوپانی، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔(5)

تیسرا مفروضہ:

ترکی خلفاء قریشی نہیں اس لیے ان کی خلافت جائز نہیں

خلیفہ یا امیر المومنین کہنے سے خلیفہ شرعی ہونا ضروری نہیں، عرف۔ میں ہر بادشاہ اسلام کو (خلیفہ) کہہ سکتے ہیں۔(6)

سلطنت علیہ ایدھا اللہ تعالیٰ، نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام، نہ صرف سلطنت ہر

جماعت اسلام، نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے، اس میں قرشیت شرط ہونا کیا معنی، دل سے خیر خواہی مطلقا فرض عین ہے، اور وقت حاجت دعا سے امداد و اعانت بھی ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں اور مال یا اعمال سے اعانت فرض کفایہ ہے اور ہر حکم بشرط استطاعت۔ قال تعالیٰ: (لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا) وقال تعالیٰ: (فاتقوا اللہ ما استطعتم)۔ بادشاہ اسلام غیر قرشی ہو اگرچہ کوئی غلام حبشی ہو امور جائز میں اس کی اطاعت تمام رعیت اور وقت حاجت اس کی اعانت بقدر استطاعت سب اہل کفایت پر لازم ہے۔(7)

مولانا احمد رضا خان امت مسلمہ کو سلطنت عثمانیہ کی جائز امور میں حمایت پر ابھارتے ہیں:

(1) سلطنت عثمانیہ کی خیر خواہی امت کے ہر فرد پر فرض ہے

(2) وقت حاجت سلاطین عثمانیہ کی مدد کے لیے قرشی ہونا بھی شرط نہیں

(3) شرعی امور میں رعیت ان کی اطاعت کرے

(4) حسب استطاعت جان، مال اور اعمال سے ان کی مدد کی جائے اور کسی مسلمان کے لیے یہ سب ممکن نہ ہو تو ان کے لیے دعا سے اللہ تعالیٰ کے حضور مدد و استعانت چاہے

سنی سلاطین:

مفکر اسلام سلاطین سلطنت عثمانیہ کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

""ترکی سلاطین اسلام پر رحمتیں ہوں وہ خود اہل سنت تھے اور ہیں"(8)

سلطان عبدالحمید خاں والی ترکی کی حمایت:

جب 1327ھ میں انور بے وغیرہ نے سلطان المعظم عبدالحمید خاں کے خلاف سازش کی ان کو تخت چھوڑنے پر مجبور کیا اور سلطان المعظم نے دور اندیشی سے کام لیا اور

بغیر ایک قطرہ خون بہائے ملک میں انقلاب عظیم کو ہونے دیا اگر چہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت انور بے وغیرہ کو اس کی حرکت کو پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے (کیوں وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ ان ترکی نوجوانوں میں محض یورپ کی نقالی ہے اور امر ہم شوریٰ کا ذکر صرف مسلمانوں کو موہنے کے لیے ہی کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت ترکی کو تباہ و برباد کیا اور خود بھی تباہ و برباد ہو گیا) مگر سلطان المعظم کی بہت تعریف کرتے تھے کہ مسلمانوں کے خون کی قدر کی اور اپنی سلطنت و اقتدار کی پرواہ نہ کی اور شاعر کے اس مصرع کو سچا کر کے دکھایا۔

نیر زد کہ خونے چکد برزمین (9)

اسی طرح جب روم و یونان مین جنگ کا اعلان ہوا تو مولانا سید ہدایت رسول قادری (جد امجد حضرت سید وجاہت رسول قادری) جو اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم تھے انہوں نے بمبئی کے ایک اخبار ''مسلم ہیرالڈ'' میں مسلسل مضمون میں ترکی کے سلطان المعظم کی مدحت وثناء فرمایا کرتے تھے۔ یہ سب اعلیٰ حضرت ہی کے خیالات تھے جو ان کی زبان وقلم سے ظاہر ہوتے تھے جو ''اخبار وطن'' لاہور میں شیدائے سلطان معظم، مولوی انشاء اللہ مرحوم کے ملاحظہ کرنے والوں سے مخفی نہیں۔ (10)

عالم دین اور سلطنت عثمانیہ کی حمایت:

آپ سے ایک عالم دین کے بارے میں سوال کیا گیا کہ: ایک سچا پکا سنی پابند مذہب وملت، تارک دنیا، دینی عالم باعمل جو حکومت ترکی کو ایک عظیم الشان سلطنت اسلامیہ سمجھے اور اپنی متعدد تقریروں میں اس عظیم سلطنت اسلامیہ بلکہ ہر مصیبت زدہ مسلمان کی اعانت وحمایت اور اماکن مقدسہ کی صیانت وحفاظت ہر مسلمان پر بقدر وسعت واستطاعت ہر جائز وممکن ومفید طریقہ کے ساتھ ضروری ولازم وفرض فرمائے'' فکر رضا کی روشنی میں یہ عالم دین سلطنت عثمانیہ کی نصرت وحمایت میں علمی جہاد میں

مصروف عمل ہیں اور کچھ لوگ ان کے اس جذبے میں سد راہ بننا چاہتے ہیں ان سے بار بار نہایت اصرار کے ساتھ یہ سوال کرتے ہیں

آپ ترکوں کی خلافت کو خلافت راشدہ کاملہ اور سلطان ترکی کو خلیفۃ المسلمین سمجھتے ہیں کہ نہیں؟ اس سوال کے جواب میں اس عالم دین نے جواب دیا کہ ؟؟سلطنت ترکی خلدہا اللہ تعالیٰ وایدھا وحرسھا وخذل اعدائھا'' سے متعلق صرف اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ ''میں بحمدہ تعالیٰ سنی ہوں اور ہمیشہ ہر حال میں تحقیقات سلف اور مسلمات اہل سنت وتصریحات محققین کا متبع اور امت مرحومہ کے اجماع و اطباق متوارث کا پابند رہا ہوں اور یہی میرا مذہب وعروہ وثقیٰ ہے۔الخ

ایسے عالم دین پر نفس خلافت کے انکار کا بہتان و افترا باندھ کر اسے دائرہ اہل سنت سے خارج کرنا اور قطعا قرآن کا منکر ٹھہرا کر اس کے کفر وارتداد کا فتویٰ شائع کرنا کیسا ہے اور اس کے مستفتی ومصدقین اور اس فتویٰ کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرکے ایسے عالم باعمل کی شان میں ناشائستہ کلمات۔

جواب:

صورت مستفرہ میں عالم موصوف سراسر حق پر ہے اور اس کے مخالفین گمراہ وضال

۔قال اللہ تعالیٰ: فماذا بعد الحق الا الضلل۔(11)

مذکوہ صورت حال سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے غیر منقسم ہندوستان میں ایک ایسا گروہ موجود تھا جس کے نزدیک امت کے ہر فرد کے لئے سلاطین عثمانیہ کو سلطان کی بجائے خلیفہ ماننا ضروریات دین میں شامل ہے جو ایسا نہیں کرتا خواہ وہ شرعی دائرہ میں ان کا وفادار ہو اور رات دن اپنے جان ،مال اور اعمال سے ان کی نصرت و اعانت میں مصروف عمل ہو خاکم بدہن وہ کافر ومرتد ہے۔

مخالفین سلطنت عثمانیہ کا شرعی محاسبہ:

مفکر اسلام احمد رضا خاں قادری ایسے شخص اور تنظیم کا شرعی محاسبہ کرتے دکھائی دیتے ہیں جو سلطنت عثمانیہ کا مخالف ہی نہ ہو بلکہ اس کی زبوں حالی پر مسرت کا اظہار کرتا ہو۔ ایسی تقریبات میں شریک ہو جہاں سلطنت کی تباہی کے منصوبے تیار کئے جاتے ہوں۔ جو مسلمان اسلامی مبارک باد پیش کرتا ہو۔ اس تناظر میں اعلیٰ حضرت کا ایک فتویٰ ملاحظہ ہو:

سوال:

جو خلافت اسلامیہ کی تباہی اور مقامات مقدسہ پر قبضہ ہونے پر اعدائے اسلام کی خوشی میں مسرت کرتا ہو، مصیبت زدہ مسلمان کوئی ایسی تدبیر کرتے ہوں جس سے خلافت اسلامیہ کا وقار قائم ہو جائے اور جزیرۃ العرب پر اسلامی حکومت قائم ہو تو وہ مسلمانوں کے خلاف قاتلان اسلام کی نہ صرف امداد کرتا ہو بلکہ ان کی تحسین و تبریک اور ایسی مجالس میں شریک ہو جو خلافت کی تباہی و بربادی کے لیے منعقد کی جاتی ہوں۔ اس سے تمام اہل اسلام متنفر ہوں کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب:

اگر یہ باتیں واقعی ہیں کہ وہ معاذ اللہ شکست اسلام پر مسرت کرتا ہے اور قاتلان مسلمین کی تحسین، تو اس کی قابلیت امام درکنار اس کے اسلام ہی میں کلام ہے، الخ۔(12)

جلسہ اہل سنت اور پیغام رضا:

11 جمادی الآخر 1339ھ کو مسجد بی بی جی (بریلی)۔ میں اہل سنت و جماعت کا جلسہ ہوا یہ وہ وقت تھا جب فاضل بریلوی صاحب فراش تھے۔ اسی سال ان کا وصال

ہوا۔ آپ نے قوم کے نام ایک پیغام جاری کیا جس میں آپ نے ترکوں کی مدد، اماکن مقدسہ کی حفاظت اور مخالفین کی سیاسی چالوں کا بڑے بصیرت افروز انداز میں ذکر فرمایا اور آخر میں مسلمانوں کو حقیقی فلاح حاصل کرنے کے لیے اپنی تجاویز کی طرف متوجہ فرمایا جو بہت پہلے 1331/ 1912ھ میں پیش کر چکے تھے۔(13)

سیاسی جماعت کا قیام:

سلطنت عثمانیہ کے بحران نے مسلمانان ہند کے جذبات متاثر کیے۔ ترکی کے مسلمانوں کی مدد اور مقامات مقدسہ کے تحفظ کے لیے کئی تنظیمیں میدان عمل میں اتر پڑیں۔ ان کے تحریکی مقاصد سے کسی کو انکار نہیں تھا لیکن جو طریقہ اپنایا جا رہا تھا وہ کسی طرح بھی سلطنت عثمانیہ کے حق میں نتیجہ خیز دکھائی نہیں دے رہا تھا اس کا دوسرا رخ یہ تھا کہ مسلمانان ہند جو ان تنظیمات کے ساتھ وابستہ تھے وہ مذہبی اختلاف، سیاسی انتشار اور معاشی بدحالی کا شکار ہونے لگے تھے۔ اس سنگین صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد مقامات مقدسہ کے تحفظ اور ترک مسلمانوں کی نصرت واعانت کے لیے مولانا احمد رضا خان قادری نے 1339/1920 میں سرزمین بریلی میں جماعت انصار اسلام کی داغ بیل ڈالی۔ آپ ہی کی قیادت و سرپرستی میں 22، 23، 24 شعبان 1339ھ کو بریلی میں تین روزہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مقامات مقدسہ کا تحفظ اور سلطنت عثمانیہ کی حمایت اور حفاظت کی جائے۔ پہلے دن کے اجلاس میں خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے تقریر کرتے ہوئے کہا ''ترک آج مصیبت میں مبتلا ہیں، دشمن انہیں صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی ہے، مخالف قوتیں دم بہ دم کام کر رہی ہیں ایسی حالت میں جلد سے جلد کوئی امداد و اعانت پہنچنی ضروری ہے۔ نہ ٹال مٹول کرنے کا وقت ہے'' دوسرے دن کے اجلاس میں خلیفہ اعلیٰ حضرت پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری نے

تقریر فرمائی کہ ''علمائے اہل سنت اور مسلمانان بریلی کا یہ عظیم الشان جلسہ گورنمنٹ برطانیہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنا اور تمام اتحادیوں کا اثر جزیرۃ العرب سے اٹھا کر مسلمانوں کو مذہبی دست اندازی کی تکلیف سے معاف رکھے، تقریر کے آخر میں مولانا نے ہندو مسلم اتحاد کے سنگین نتائج سے بھی آگاہ کیا۔ تیسرے دن کے اجلاس میں مولانا مرادآبادی نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان ہوشیار ہوں، جائز طور پر سلطنت اسلامیہ کی اعانت وحمایت اور اسلام و مسلمین کی حفاظت کے لئے علماء اسلام نے یہ جماعت انصار الاسلام قائم کی ہے ان شاء اللہ یہ جماعت ہندوستان میں کام کرے گی۔

اس کانفرنس کے آخری اجلاس میں سلطنت عثمانیہ کی حمایت میں یہ قرارداد منظور کی گئی۔

(1) علماء اہل سنت اور مسلمانان بریلی کا یہ عظیم الشان جلسہ گورنمنٹ برطانیہ سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنا اور تمام اتحادیوں کا اثر عرب سے اٹھا کر مسلمانوں کو مذہبی دست اندازی کی تکلیف سے معاف رکھے۔

(2) یہ جلسہ گورنمنٹ سے زبردست مطالبہ کرتا ہے کہ مظلومیں سمرنا وغیرہ کی مالی اعانت وارسال زر کی قابل اطمینان ذرائع بہم پہنچائے جائیں۔

(3) یہ جلسہ ترک وعرب میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے ایک وفد بھیجنا تجویز کرتا ہے اور گورنمنٹ سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ عرب میں ہمارے وفود کی بحفاظت پہنچانے کی زمہ داری نبھائے۔(14)

سلطنت اسلامیہ کی حفاظت کی ترغیب:

آپ سلطنت عثمانیہ کی حفاظت کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''سلطنت اسلامیہ اگرچہ بدعمل اور بد مذہب ہو بہ شرط یہ کہ اس کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو

جب کفار سے اس کی جنگ ہوگی، مسلمانوں پر حسب استطاعت اس کی مدد فرض ہے، استطاعت سے زیادہ نہیں۔

سلطنت اسلامیہ کی خیر خواہی:

سوال: ان دنوں جب کہ دول یورپ نصاریٰ نے سلطنت حضرت روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے بیش تر حصہ مملکت و دارالخلافہ پر تسلط اور جزیرۃ العرب واماکن مقدسہ پر براہ راست وبالواسطہ تسلط واقتدار جمالیا ہے۔کیا ان حالات میں مسلمانان ہند کے لیے ضروری ہے یا نہیں کہ ایسا کوئی طرز عمل متفق طور پر اختیار کریں جو غاصبان سلطنت اسلام و اماکن مقدسہ کو عاجز کرنے والا اور نقصان پہنچانے والا اور جس کا اثر سلطنت اسلام واماکن مقدسہ کی حفاظت کے لیے مدافعانہ پہلو لیے ہوئے ہو۔ بینوا توجروا۔

جواب:

اس سوال کا جواب بھی بارہا چھپ چکا، بلا شبہہ سلطنت اسلام اور اماکن مقدسہ کا تحفظ مسلمانوں پر فرض ہے مگر ہر بقدر قدرت ہے اور ہر حکم حسب استطاعت، ہندوں کی غلامی حرام ہے۔ اوران سے اتحاد مخالفت قرآن ہے، جو شخص جو طریقہ برتنا چاہے اسے یہ تین باتیں سوچ لینا ضرور ہے:

اول: وہ طریقہ شرعا جائز ہو، نہ محرمات وکفریات جیسے آج کل لوگوں نے اختیار کیے ہیں۔

دوم: وہ طریقہ ممکن بھی ہو، اپنے آپ کواس کے کرنے پر قدرت ہو کہ غیر مقدور بات کا اٹھانا شرعا بھی ممانعت ہے عقلا بھی حماقت۔

سوم: وہ طریقہ مفید بھی ہو، وقت اٹھائے پریشانی اٹھائے بلا کے لیے سینہ سپر ہو کر اور کرے وہ بات جو محض غیر مفید و بے اثر ہو، یہ بھی شرعا عقلا کسی طرح مقبول نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔(15)

(1) سلطنت اسلامیہ تباہ کی جارہی ہے، اس کے حصے کرلئے گئے، ایسی حالت میں ہم اہل سنت و جماعت کو اس سلطنت اسلامی سے ہمدردی اور اس کے دشمنوں سے نفرت کرنی چاہیے یا نہیں؟

(2) اماکن مقدسہ بے حرمت کیے گئے، حرم شریف میں خون بہایا گیا، غلاف کعبۃ اللہ تعالیٰ میں آگ لگی، ان کی بے حرمتی کرنے والوں اور ان افراد سے جو اس بے حرمتی کے باعث ہوئے ہم کو نفرت اور عداوت رکھنی چاہیے یا نہیں؟

(3) خصوصاً جس قوم نے سلطنت اسلامیہ کو برباد کیا اور اماکن مقدسہ کو بے حرمت کرنے کی کوشش کی ہو، وہ دشمن اسلام مخالف اللہ تعالیٰ و رسول اکرم ﷺ سمجھی جائی گی یا نہیں، اور بحوالہ آیت کریمہ: (لا تجد قوما یؤمنون باللہ و الیوم الآخر من حاد اللہ و رسولہ) الخ ہم اہل سنت وجماعت کا دشمنان اسلام سے دوستانہ تعلقات ترک کرنے چاہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب:

مسلمان پر فرض ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ (الدین النصح لکل مسلم) مگر ہر تکلیف بقدر استطاعت اور ہر فرض بقدر قدرت ہے نامقدور بات پر ابھارنا جو نہ ہو سکے اور ضرر دے اور اسے فرض ٹھہرانا شریعت پر افترا اور مسلمانوں کی بدخواہی ہے قال اللہ (لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا) وقال تعالیٰ (فاتقوا اللہ ما استطعتم)

پھر خیر خواہی اسلام حدود اسلام میں رہ کر ہے، مشرکین سے اتحاد و موالات اور ان کو راضی کرنے کو شعار اسلام کی بندش، مشرک لیڈر کو اپنے دین کا ہادی و رہبر بنانا، مشرک لکچرار کو مسلمانوں کا واعظ ٹھہرانا، اسے مسجد میں لے جا کر جماعت مسلمین سے اونچا کھڑا کر کے لکچر دلوانا۔ یہ امور خیر خواہی اسلام نہیں کندی چھری سے اسلام کو

ذبح کرنا ہے۔الخ۔(16)

سلطنت اسلامیہ کی مدد کا طریقہ کار:

ان دنوں جب کہ دول یورپ نصاریٰ نے سلطنت حضرت سلطان روم خلد اللہ سلطنت کے بیشتر حصہ مملکت و دار الخلافہ پر تسلط اور جزیرۃ العرب و اماکن مقدسہ پر بھی براہ راست و بالواسطہ تسلط و اقتدار جمالیا ہے کیا ان حالات میں مسلمانان ہند کے لئے ضروری ہے یا نہیں کہ ایسا کوئی طرز عمل متفق۔

سوال: خلافت یا سلطنت اسلام کی بقا اور تحفظ کا کیا ذریعہ ہے؟

جواب: ہر سلطنت اسلام، نہ سلطنت، ہر جماعت اسلام، نہ جماعت، ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے، رسول اللہ فرماتے ہیں الدین النصح لکل مسلم۔ ہر فرض بقدر قدرت ہے اور ہر حکم مشروط بہ استطاعت۔ قال تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ جو شخص حفاظت اسلام و سلطنت اسلام و اماکن مقدسہ کی استطاعت رکھتا ہے اور کاہلی سے نہ کر مرتکب کبیرہ ہے یا کفار کی خوشامد و خوشنودی کے لیے تو مستوجب لعنت ہے یا دل سے ضرر اسلام پسند کرنے کے سبب تو کافر ہے اور جو استطاعت نہیں رکھتا وہ معذور ہے، شریعت اس کام کا حکم فرماتی ہے جو شرعا جائز اور عادتا ممکن اور عقلا مفید ہو، حرام یا ناممکن یا عبث افعال حکم شرع نہس ہو سکتے الخ۔(17)

سلاطین عثمانیہ، خلیفہ کہلوانے والوں سے افضل:

سوال:

(1) خلافت ترک صحیح ہے یا نہیں؟

(2) خلیفۃ المسلمین سے بغاوت کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے آیا اس باغی سے قتال واجب ہے یا نہیں؟

(3) بادشاہ اسلام سے کوئی غیر مسلم حکومت جنگ کرے، ممالک اسلامیہ پر حملہ آور ہو مسلمانوں پر جس طرح ممکن ہو بادشاہ کی اعانت اور حکومت کو نقصان پہنچانا فرض ہے یا نہیں؟

(4) اہل اسلام کو یہ جائز ہے یا نہیں کہ خلیفہ کے مقابلے میں کفار نصاریٰ کی امداد کریں؟

جواب:

(1) ترک اور تو نے کیا جانا کیا ترک ہے؟ صدہا سال سے حامیاں دین متین اور حافظان بیضہ دین، خادمان حرمین محترمین مالکان قلب وعین ان کے اخیار نہ خلفاء کہ بیسیوں خلفاء کہلانے والوں سے افضل واعلیٰ، خیر خواہی ونصیحت اور بقدر قدرت اعانت کی فرضیت لفظ خلافت پر موقوف جاننا جہالت اور اس کے لئے محض بلاوجہ احادیث متواترہ واجماع صحابہ واجماع تابعین واجماع ائمہ دین و عقیدے ہائے جملہ اہل سنت کا رد کرنا اور خارجیوں، معتزلہ کا دامن پکڑنا ضلالت ہے۔

(2) یہ سوال اول پر متفرع ہے۔

(3) جو جس قدر قادر ہو شرع اسی قدر کا اسے حکم دیتی ہے اس سے آگے بڑھنا شرع پر زیادت اور اللہ پر افترا اور مسلمانوں کی بدخواہی ہے۔

(4) لفظ خلیفہ سائل نے حماقۃ بڑھا دیا، کیا سلطنت اسلام کی بدخواہی میں حرج نہیں رسیدیں دیں، مدد دیں، چندے دیئے، طبی وفد وفد کا سامان کہ جنگ بلقان میں مسلمانوں نے ترکی کے لئے خریدا گیا تھا گورنمنٹ کو دیا جو بمقابلہ ترک استعمال میں آیا۔(18)

شریف مکہ سے متعلق سوال:

اخبار واشتہار وچشم دید واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شریف مکہ نے حرمین شریفین، زاد ہما اللہ شرفا وتعظیما کی بے حرمتی کی ہے یا کرائی، جزیرۃ العرب میں کفار ومشرکین کا داخلہ قبول کرلیا اس صورت میں شریف مکہ کے ساتھ حکم ہے؟

جواب:

جزیرۃ العرب میں کفار کی سکونت پچھلے سلاطین ترک کے زمانے سے ہے، عدن میں انگریزی فوج، جدہ وغیرہ میں، نصرانی سفارتوں کے قیام مدتوں سے ہیں، حرمین کی بے ادبی شریف سے ہونے کا مجھے علم نہیں، اخباروں اشتہاروں کو میں اپنے معاملے میں راز دیکھ رہا ہوں کہ میری نسبت محض جھوٹ محض بہتان شائع کرتے ہیں --- (شریف مکہ کی) اگر بے ادبی حقیقۃ ثابت ہو تو جس حیثیت کی جس کی نسبت ثبوت پائے وہ اس قدر کے حکم شرعی کا مستحق ہوگا کسے باشد۔ فقط 24 شعبان 1339ھ (فتاوٰی رضویہ ج 11 ص 124، مکتبہ غوثیہ کراچی)

ترکوں کی مالی امداد:

مولانا احمد رضا خاں ماتریدی حنفی قادری کو ہمیشہ سے اسلامی حکومتوں سے ہمدردی اور مسلمانوں کی بہبود اور بھلائی کے لئے ہمیشہ خواہش مند رہتے تھے۔ وہ ہزار دل وجان سے مسلمانوں کی خیر خواہی چاہتے تھے۔ ہمیشہ اس کے لئے دعا فرمایا کرتے اور وقت ضرورت مالی امداد سے بھی دریغ نہ فرماتے بلکہ خود بھی دل کھول کر چندہ دیتے اور مریدین ومعتقدین کو بھی اس کی طرف متوجہ فرماتے جس وقت جنگ روس اور روم نمودار ہوئی اعلیٰ حضرت کا عنفوان شباب تھا صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا ترکوں کے ساتھ تھی اس وقت ترکوں کی اعانت کے لیے جو چندے بریلی میں ہوئے اس میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اور ان کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہما کا بڑا حصہ تھا جو کسی دوسرے مولوی کا نہ تھا۔ بلکہ دنیاداروں میں بھی ایسی مثال نہیں ملتی۔(19)

اسی طرح رجب 1331 ھ میں اٹلی نے طرابلس الغرب پر حملہ کر دیا اس سے ساری دنیائے اسلام میں یورپ کے خلاف رنج وغم کی لہر دوڑ گئی ہر شخص بقدر مالی حیثیت اس میں حصہ لینے لگا حضرت مولانا سلیمان اشرف صاحب بریلی تشریف لائے اور مسلمانان بریلی کو اس طرف متوجہ فرمایا ان دنوں ''مسجد بی بی جی'' میں جہاں اعلیٰ حضرت کا مدرسہ ''منظر اسلام'' تھا مسلمانان بریلی کا اجتماع ہوا اور حضرت مولانا نے پرزور تقریر فرمائی تو اعلیٰ حضرت نے اپنی طرف سے مبلغ پانچ سو روپے عطا فرمائے۔ پھر کیا تھا چندوں کی بارش شروع ہوگئی اور موسلا دھار بارش کی کیفیت ظاہر ہوئی تیرہ ہزار روپے جمع ہو گئے اور صرف یہی نہیں بلکہ اسی زمانہ میں حامی دین وملت، ناصر اہل سنت جناب حاجی محمد لعل خان صاحب قادری رضوی کے ایک سوال کے جواب میں پرزور تحریر قلم فرمائی اور مسلمانوں کو ترکی کی امداد کی صورتیں بتائیں۔(20)

ایک ماہ کی تنخواہ بطور امداد:

اعلی احضرت نے مسلمانوں کو ترکی کی مدد کی طرف متوجہ فرمایا۔ اور بہت معقول تجویز ارشاد فرما کر پیش کی کہ ایک مہینہ کی آمدنی ہر شخص ترکی کو بھیج دے اور گیارہ ماہ کی آمدنی میں بارہ مہینہ بسر کریں کہ کسی پر زیادہ جبر بھی نہیں کہ سو روپیہ آمدنی والا اکانوے روپے ساڑھے دس آنے میں مزے سے گزر کر سکتا ہے اور ترکوں کو اس طرح لاکھوں پونڈ مل جائیں گے۔(21)

مجاہدین عثمانیہ کی اعانت:

مفکر اسلام حضرت احمد رضا حنفی لواحقین شہدا اور مجاہدین سلطنت عثمانیہ کی مالی کفالت کے لیے مسلمانوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ صدقات نافلہ میں سے کچھ رقم

ایصال ثواب کے لیے مختص کی جائے اس کا بڑا حصہ ایصال ثواب کے لیے شہدا کے لواحقین اور مجاہدین سلطنت عثمانیہ مختص کی جائے اس فکر کی روشنی میں آپ ایک فتویٰ صادر فرماتے ہیں:

سوال:

میری اہلیہ عرصہ سے ہر سال حضرت غوث الاعظم کی گیارہویں میں سوامن بریانی پکوا کر نیاز دلاتی ہے اور مساکین میں تقسیم کی جاتی ہے، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ یہ رقم اسمال شہداو یتامی عساکر عثمانیہ کی امداد کے لیے بھیجی جائے اور گیارہویں شریف معمولاً قدرے شیرنی یا طعام پر دلا دی جائے؟

جواب:

اگر دونوں باتیں نہ ہوتو یہی بہتر ہے کہ قدرے نیاز دے کر وہ تمام قیمت امداد مجاہدین کو بھیج دیں اور اس کا ثواب بھی نذر روح اقدس حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(22)

تحریک خلافت اور تحریک سلطنت کا تقابلی مطالعہ:

سلطنت عثمانیہ کر سیاسی بحران کے مسلمانان ہند پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ اس تناظر میں مولانا محمد علی جوہر تحریک خلافت کی قیادت کر رہے تھے اور اسی طرح مولانا احمد رضا خاں ماتریدی حنفی قادری تحریک سلطنت کی قیادت و سیادت کر رہے تھے۔ دونوں تحریکات کا مقصد ترکوں کی حمایت اور مقامات مقدسہ کا تحفظ تھا۔ جس میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں تھی۔ متفقہ مقاصد کے حصول کے لیے ان کے طریقہ کار میں واضح اور نمایاں فرق تھا۔ اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے ان کے طریقہ کار کے اختلاف کا تقابلی مطالعہ کرتے ہیں:

نمبر شمار	تحریک خلافت	تحریک سلطنت
01	ترکی حکمران خلیفہ ہیں	ترکی حکمران شرعی اعتبار سے سلطان ہیں
02	صرف خلیفہ کی حمایت ضروری ہے	سلطان کی بھی حمایت شرعی لحاظ سے ضروری ہے۔
03	ہندوستان دارالحرب ہے اس لیے ہندستان کے تمام مسلمان ترکی کی خاطر یہاں سے ہجرت کر جائیں	ہندوستان دارالاسلام اس لیے ہندوستان کے تمام مسلمان ترکی حقوق کی جنگ یہاں ہی رہتے ہوئے لڑیں۔
04	ترک موالات صرف انگریزوں سے ضروری ہے۔	ترک موالات شرعی لحاظ سے انگریزوں اور ہندوؤں سے بھی ضروری ہے
05	ترکوں کے بہترین تحفظ کی خاطر مسلمان اپنی اپنی سرکاری نوکریوں سے استعفیٰ دیں اور تعلیمی اداروں کو بھی چھوڑ دیں	ہندوستان کے مسلمانوں کو نوکری اور تعلیمی ادارے چھوڑنے ضروری نہیں
06	ترکی مسلمانوں کے تحفظ کے لیے گاندھی کی قیادت نہایت ضروری ہے	ترکوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے گاندھی جی کی قیادت کی کوئی ضرور نہیں ، جب مسٹر گاندھی جی نے مولانا احمد رضا سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔
07	ترکوں کے تحفظ کی خاطر ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے گائے کی قربانی چھوڑ دی جائے	قربانی شعار اسلام ہے مسلمانوں پر واجب ہے جہاں وہ اکثریت میں ہیں وہاں گائے کی قربانی کی جائے۔

08	ترکوں کی حفاظت کے لیے ہندو مسلم اتحاد ضروری ہے	اس سے مسلمانوں کا نقصان اور ہندوؤں کا فائدہ ہوگا اس لیے ہندوؤں کو دور رکھا جائے اور مسلمانوں میں اتحاد کو فروغ دیا جائے۔
09	قربانی کی گائے کی قیمت ترکی مسلمانوں کو بھیج دی جائے	ہر مسلمان ایک ماہ کی تنخواہ سے ترکوں کی مدد کرے۔
10	بعض استثناء کے ساتھ تحریک خلافت میں تمام مکاتب فکر کی نمائندگی تھی	تحریک سلطنت میں صرف سنیوں کی نمائندگی تھی
11	یہ تحریک متحدہ قومیت کی علم بردار تھی	یہ تحریک دو قومی نظریے کی علم بردار تھی

(مزید تفصیل کے لیے اسی مقالے میں درج 36 نکات ملاحظہ ہوں)

خلاصہ بحث:

ترکی سلاطین عقیدہ کے لحاظ سے سنی تھے وہ شرعی لحاظ سے خلیفہ تو نہیں تھے اگرچہ عرفی لحاظ سے انہیں خلیفہ کہا جاتا تھا۔ مگر شرعی لحاظ سے ان کے سلطان ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا۔ وقت پڑنے پر حسب استطاعت ہر مسلمان پر ان کی حمایت ونصرت کرنا شرعی اعتبار سے ضروری تھا یہی وجہ تھی کہ مولانا احمد رضا خاں ماتریدی حنفی قادری کا دل ترکی کے مسلمانوں کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ جب ترکی میں سیاسی بحران پیدا ہوا تو آپ بے چین ہو گئے اور کوئی ایسی ترکیب ہاتھ سے نہ جانے دی جس سے ان کی مدد و حمایت کی جاسکتی ہو۔ آپ نے ترکی سلطان، عوام اور مقامات مقدسہ کی حمایت اور تحفظ کے حق میں فتاوٰی جاری کیے۔ آپ نے فرمایا کہ سلطنت عثمانیہ کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے اور حاجت کے وقت سلاطین عثمانیہ کی مدد کرنے کے لیے قرشی ہونا ضروری

نہیں۔ شرعی امور میں رعیت کا اطاعت کرنا ضروری ہے۔ وقت ضرورت ان کی جان ،مال، اعمال اور دعا سے استعانت کی جائے۔ انور بے نے جب سلطان المعظم کے ساتھ سازش کی تو آپ اسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ ترکی سلاطین کی حمایت اور مقامات مقدسہ کے تحفظ کے لیے سیاسی تنظیم" جماعت انصار الاسلام" قائم کی جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ترکی کی مدد اور حمایت ابھارنے کے لیے تین روزہ کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں سلطان المعظم کی حمایت اور مقامات مقدسہ کے تحفظ کے حق میں قرار دادیں منظور کی گئیں۔ ترک وعرب تنازع کے حل کے لیے ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لیے خدمات پیش کی گئیں۔ مفکر اسلام نے اپنی جیب خاص سے ترکی کے مسلمانوں کی مدد کی اور ترغیب دی کہ ہر مسلمان ایک ماہ کی تنخواہ سے ترکوں کی مدد کرے۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فتویٰ صادر کیا کہ ایصال ثواب کی غرض سے ترکی مجاہدین کی مالی مدد بھی کی جائے۔ ترکوں کی اس اخلاص اور غیر مشروط حمایت اور مدد کرنا گویا برطانیہ کی دشمنی مول لینے کے مترادف ہے اس کے باوجود سلطنت عثمانیہ کی حمایت پر کوئی سمجھوتہ نہیں خواہ اس کی قیمت کچھ بھی ادا کرانا پڑے۔ آپ نے ایسے لوگوں کا علمی تعاقب کیا جو در پردہ ترکوں کے خلاف میدان عمل میں تھے۔ آپ سلطنت عثمانیہ کی مدد شرعی دائرہ کار میں کرنے کے قائل تھے۔ اگر کسی نے ترکوں کی مدد ایسے طریقوں سے کی جوان کے حق میں مفید نہ ہوں اور غیر شرعی ہو اس کی علمی اصلاح کرنے سے کبھی بھی دریغ نہیں کیا۔ مولانا زاہدالراشدی نے جو فتویٰ اعلیٰ حضرت سے منسوب کیا ہے وہ کذب بیانی ہے کتاب ''شاہراہ پاکستان'' میں اس کا نام ونشان نہیں۔ مفکر اسلام احمد رضا خاں ماتریدی حنفی قادری نے سلطنت عثمانیہ کی حمایت اور مدد کر کے یہود، حکومت برطانیہ، شریف مکہ اور نجدیوں سے دشمنی مول لینے سے کسی قسم کا گریز نہیں کیا۔ اسی طرح برطانیہ نواز علما نے وہ کون سا الزام تھا جو آپ پر نہ لگایا ہو۔ الغرض کہ آپ نے سلطنت عثمانیہ کی جو بے لوث خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ میں ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔

حوالہ جات

1۔ روزنامہ اوصاف، اسلام آباد، 18 جنوری 2000۔

2۔ جلال الدین نوری، ڈاکٹر، فاضل بریلوی کا سیاسی کردار، ص60، مکتبہ نوریہ ایس ٹی 20 سیکٹر 3/بی-5 نارتھ کراچی۔

3۔ ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، جلد دوم ص 65 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی۔

4۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تحریک سواد اعظم ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ، ضیاء قرآن پبلی کیشنز لاہور) 205 ص۔

5۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تحریک سواد اعظم ہند اور السواد الاعظم، ص 199 مطبوعہ، ضیاء قرآن پبلی کیشنز لاہور۔

6۔ احمد رضا خاں، امام، دوام العیش، مشمولہ رسائل رضویہ جلد 21 ص 227۔

7۔ احمد رضا خاں، امام، دوام العیش، مشمولہ رسائل رضویہ جلد 21 ص 236۔

8۔ احمد رضا خاں، امام، دوام العیش، مشمولہ رسائل رضویہ جلد 21 ص 304۔

9۔ ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، جلد دوم ص 13 مطبوعہ رضا اکیڈمی بریلی۔

10۔ ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، جلد دوم ص 13 مطبوعہ رضاء اکیڈمی بریلی۔

11۔ احمد رضا خاں، امام، نابغ النور علی سؤالات جبل فور، مشمولہ رسائل رضویہ جلد 21 ص 187-188۔

12۔ احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ، جلد 15، ص 264 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن

لاہور۔

13۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تحریک آزادی اور السواد الاعظم، ص 192، مطبوعہ، ضیاء قرآن پبلی کیشنز لاہور۔

14۔ محمد شہاب الدین رضوی، تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص 300، 304، 305، 306

15۔ احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ، جلد 11 ص 28 مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی۔

16۔ احمد رضا خاں، امام، فتویٰ رضویہ، جلد 11 ص 24 مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی۔

17۔ احمد رضا خاں، امام، فتاوی رضویہ، جلد 11 ص 122 مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی۔

18۔ احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ، ج 11 ص 350، مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی۔

19۔ ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، جلد دوم ص 13 مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی۔

20۔ ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، جلد دوم ص 14۔

21۔ ظفر الدین بہاری، مولانا، حیات اعلیٰ حضرت، جلد دوم ص 23۔

22۔ احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ، جلد 8 ص 223 مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی۔

پیش کش:۔ محمد احمد ترازی

پہلا سالانہ عرس

صاحبزادہ پیر سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ

عالمی ناشر رضویات حضرت علامہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری رضوی
کی حیات و خدمات پر ممتاز اہل قلم کا خراج تحسین

ضیائے تاباں

دوسرا ایڈیشن

محمد شرافت علی قادری رضوی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سمندری
Cell #: 0344-8672550

ناشر
ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا سمندری
Cell #: 0344-8672550